سوال

(676) اہلحدیث کے مذہب پر ایک سوال

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اہلحدیث کے مذہب پر ایک سوال

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اہلحدیث کے مذہب پر ایک سوال

مکرم بندہ جناب مولانا ابوالوفا ثنا اللہ صاحب دام اقبالہ تسلیم

بعد سنت اسلام کے واضح ہو دیگر گزارش خدمت یہ کہ چند سوالات کے جواب اپنے اخبار حدیث کے کسی گوشہ میں درج فرما دیں امید کہ تاخیر نا کریں گے سوال یہ ہے کہ آپ نے مدراس کانفرس میں سنا ہوگا کہ مولانا مولوی فقیر اللہ صاحب نے وعظ میں کہا تھا کہ چار امام یعنی مذہب بر حق ہیں اور آپ نے بھی جس کا جواب دیا ہمارے یہاں اس بات کی بابت کہ مذہب اہلحدیث کا نیا اور بالکل غلط ہے اور کانفرس میں ہی ایک مدراسی نے سوال کیا کہ چار مذہب حق ہیں تو آپ نے کیوں پانچواں مذہب اختیار کیا اور آپ ہم کو اس کا جواب ضرور اخبار سے معلوم کرادیں اور جواب تفصیل دار معلوم کرادیں اگر آپ تسلی بخش جواب دیں تو مذہب اہلحدیث میں بہت سی جماعت احناف شامل ہونے والی ہے اگر جواب تسلی بخش نہ آوے تو اہلحدیث مذہب سے بری ہو جایئں گے اور کوئی چار مذہب میں سے کسی ایک کی تقلید کرنے سے کیا برائی ہے اگر برائی نہ ہو تو آپ اس سے کیوں بری ہیں اور جواب جلد۔ /الرقم کے ایم کمپنی خریدار اہلحدیث کڈپہ)

اڈیٹر

میں مولوی جناب فقیر اللہ صاحب کی تقریر نہیں سنی تھی اصل بات اس پر موقوف ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے اصلی الفاظ سامنے ہوں لہذا مولوی صاحب موصوف خدیا ان کی تقریر سننے والے کوئی صاحب مولوی صحب کے اصلی الفاظ نقل کر کے بھجیں تو جواب صحیح مل سکتا ہے۔ میں نے جو جواب دیا تھا وہ قیاسی تھا اسی جواب کی اب تشریح کیے دیتا ہوں اس میں شک نہیں کے ائمہ کا مذہب ان کے وجود کے بعد جاری ہوا ہے ان سے پہلے مسلمانوں میں جو طریق جاری تھا وہ کیا تھا اور اس طریق کو نئے سر سے جاری کرنا بھی ضروری ہے یا

نہیں یہ ایک سوال ہے جس کا جواب فیصلہ کن ہے میں اس جگہ ایک نقشہ دیتا ہوں تا ہمضمون اچھی طرح سے سمجھ میں آسکے وہ نقشہ یہ ہے۔

جو سلف صالحین سے چلی تھی اور درمیان میں اسی میں سے چار شاخیں ہویئں جن کا ہم نقشہ نے دیا ہے ان چاروں کا تعلق چونکہ اسی اصل سے ہے اور ان کا طریق عمل بھی وہی تھا جو اصل کا تھا یعنی قرآن وحدیث کا اتباع اس لئے ان کی نسبت حقانیت کا قرار کیا ہوگا۔ لیکن چونکہ اس مذاہب میں ان تعنات اربعہ نے بھی جزئیت کی طرح دخل پالیا ہے جس کی تشریح یوں ہے کہ حنفی اپنے مسائل کو اس لئے صحیح جاننے لگے کہ وہ امام ابو حنیفہ صاحب کے اقوال ہیں چنانچہ اصول فقہ کی مستند کتاب توضیح میں لکھا ہے کہ مقلد کی تحقیق ہی یہ ہے کہ وہ یوں لکھے

ہذا عندي صحیح لانہ ادي الیہ راي ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

یعنی یہ مسئلہ اس لئے صحیح ہے کہ امام ابو حنفیہ کی یہ رائے ہے اسی طرح دیگر ائمہ کے مقلدین کا بھی کم وبیش برتا ؤ چونکہ دلیل کی جگہ محض خدا اور رسول کا نام ہونا چاہیئے ان کی بجائے کسی امتی کا نام لینا منشائے خداوندی کے خلاف ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ

یعنی محل دلیل میں سوائے کلام خدا و رسول کے کسی قول پش نہیں ہوسکتا اس لئے اس روش کی جو توضیح کے حوالہ سے ثابت ہوتا ہے اصلاح ضروری تھی تاکہ امت اس طریقے سے آجائے جس پر سلف صالحین تھے چنانچہ اہلحدیث کی یہی کوشش ہے کہ ان نسبتوں کو دین میں داخل نہ کیا جائے بلکہ داخل فی الدین صرف وہی ایک نسبت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ جس کے حق میں فرمان واجب الاذن ہے (وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝٣ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ) یہ ہے ضروری مذہب اہلحدیث جو بالکل صاف اور روشن ہے،۔14/جون 18ء سمہ)

تشریح

از جناب مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی

اس امت مرحومہ میں بہت س فرقے پیدا ہوگئے ہر ایک اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا اصلی ورث اور آپ کے طریق پر سمجھتا ہے اور دوسروں کی طریق سنت سے دور اور راہ حق سے گمراہ جا نتا ہے اور کہتا ہے کہ انہوں نے دین حق میں اختلاف ڈالا امت مرحومہ میں تفرقہ کی بنیاد رکھی دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا فتنہ وفساد برپا کیا غرض ہر ایک دوسرے کو کافر وضال بدعتی دلامذہب قرار دیتا ہے اور بموجب ارشاد ہے۔ (كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ) (پ18۔ مومنون) ۔اپنی قرارداد پر نازاں ہے

وکل یدعی وصلا للیلی دلیلی لاتقر لہم بذاکا

ایسے اختلاف کے ہوتے ہر ایک کا دعوی درست نہیں ہوسکتا کیونکہ ۔الحق لا یتعدد عند الاختلاف مسلمہ مقولہ ہے لہذا ضروری ہے کہ فرق قدیم وجدیدہ کی شناخت کا کوئی ایسا اصولو معیار مقرر کیا جائے جس پر سب فرقے رکھے جاسکیں کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہوسکے اور معلوم ہوجائے کہ اصولی طور پر حقیقت میں اختلاف وفتنہ کا الزام کس پر عائد ہوسکتا ہے اس تحریر میں میرا مقصود یہی ہے

2۔ اس تحریر میں کسی فرقہ کی قدامت وجدت سے یہ مراد ہوگی کہ موجود فرقہ ہائے اسلام میں سے کونسا فرقہ ہے جو اپنے عقائد واصول اور دستور العمل اور صورت عمل کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ کے وقت کا ہے اور کون سا ہے جو آپ کے بعد نکلا۔

3۔ حقیقت میں فرقہ اسی گروہ کا نام ہے جو آنحضرت ﷺ کے بعد آپ کے طریق سے جدا ہوکر کسی اور صورت میں قائم ہوا اور جو آنحضرت ﷺ کے عہد سعادت مہد کی اصلی حالت پر قائم ہوا سے فرقہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس نے جدائی نہیں کی لیکن اس کی دیگر قسموں کے مقابلہ میں ہونے کے سبب ہم اسے بھی فرقہ شمار کریں گے

4۔ چونکہ قرآن مجید آخری آسمانی کتاب ہے اور آنحضرت ﷺ اسلام کے آخری نبی ہیں اور آپ سے پہلے آسمانی کتابیں اور انبیاء گزر چکے ہیں اور ان کے معتقدوں میں بھی اختلاف واقع ہوچکا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اول ان اسباب پر نظر کی جائے جن سے اہل کتاب یہود ونصاری میں اختلاف پڑا اور دیکھا جائے کہ کس بات کی خلاف ورزی پر خدا تعالی نے ان پر اختلاف کرنے کا الزام قائم کیا تاکہ ہم بھی اپنے اختلاف میں اس امر کو ملحوظ رکھ کر اس الزام سے محفوظ رہ سکیں

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

5۔ دین ابتدا میں ایک صرف 2۔ وحی کی پیروی ہوتی تھی اور اسی کا حکم تھا 3۔ امتداد زمانہ سے جوں جوں عصر نبوت سے دور ہوئے بعد کی نسلوں میں ذہول ونسیان غالب ہوتا گیا 4/جہالت پھیلتی گئی 5/کتاب الہی متروک ہوگئی 6/آثار نبوت محفوظ نہ رہے 7/اقوال الرجال رائے وقیاس اور بے تحقیق سنی سنائی باتوں کی پیروی کی گئی 8/اس پر طرہ یہ کہ نفسانی خواہشوں اور آپس کی عداوتوں کےلئے بھی مذاہب ہی کو آڑ بنایا گیا 9/جس کی وجہ سے تحریف اور اختراع بدعات کا شیوع ہوا اور دین الہی میں ایک فتنہ عظیم برپا ہوا 10/جس کے مٹانے کےلئے آں سردار دو عالم ﷺ معبوث کئے گئے۔

اصولی طور پر اس بیان سے کسی کو بھی اختلاف نہیں ہوسکتا۔ لیکن مزید توضیح کےلئے ہم ان امور عشرہ کے ثبوت میں آیات ذیل نقل کرتے ہیں۔

پہلی آیت۔ (وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا) (یونس۔ پ 11) اور شروع میں لوگ دین کے ایک ہی طریقے پر تھے اختلاف تو ان میں پیچھے پیدا ہوا اس آیت میں صاف مصرح ہے

کہ ابتدا میں سب لوگ ایک ہی دین پر تھے ان میں اختلاف پیچھے پڑا چنانچہ تفسیر جامع البیان میں اس زمانہ اتفاق کی بابت کہ کس زمانہ میں سب لوگ ایک ہی دین پر تھے لکھا ہے۔ بین آدم ونوح عشرۃ قرون کلھم علی الاسلام

دوسری آیت۔ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۖ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ ۗ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

۔شروع میں لوگ ایک ہی دین پر تھے پھر اختلاف کرنے لگے اللہ تعالی نے پیغمبر بھیجے جو خوش خبری دیتے اور ڈراتے ان کے ساتھ سچی کتابیں بھی نازل کیں تاکہ جن باتوں میں لوگوں نے اختلاف کیا ان میں ان کا فیصلہ کرے اور جن کو کتاب ملی تھی وہی آپس میں ایک دوسرے کی عداوت سے روشن لائل آئے پیچھے اختلاف کرنے لگے تو وہ راہ حق جس میں لوگ اختلاف کر رہے تھے خدا نے اپنی عنایت سے مسلمانوں کو دکھا دی اور اللہ تعالی جس کو چاہے راہ راست کی ہدایت کردے۔ اس آیت میں (کان الناس امۃ واحدۃ) کے بعد فاختلفوا محزوف ہے کیونکہ انبیاء کی بعثت اختلاف کے وقت ہوتی ہے جیسا کہ سورہ یونس کی گزشتہ آیت میں اس کو ذکر بھی کردیا ہے۔لما اختلفوا فیہ۔سے مراد الحق ہے جس میں لوگوں نے اختلاف کیا اور من چومن الحق میں ہے وبیا نیہ ہے چنانچہ تفسیر جلالین میں ہر دو کی بابت یہی لکھا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حقیقت میں اختلاف وہی کرتا ہے اور جدا فرقہ وہی بناتا ہے جو حق سے جدا ہوجائے نیز یہ کہ اختلافی صورت میں وہ جانب اختیار کی جائے جو نبی برحق کا فرمودہ ہو پس جو شخص یا فرقہ اصل دین پر جس کو خدا تعالی اس آیت میں لفظ الحق سے تعبیر کرتا ہے قائم ہو گو بظاہر وہ بھی دوسروں سے مختلف ہوتا ہے لیکن خدا کے نزدیک اس پر اختلاف کا الزام نہیں آسکتا کیونکہ اس نے اس حق کے خلاف نہیں کیا جو پیغمبر برحق کے ذریعہ ثابت ہوا۔

تیسری آیت۔ (وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ) (نحل۔ پ 14)

''اور اے پیغمبر ﷺ ہم نے تم پر یہ کتاب صرف اسی واسطے اتری ہے کہ تم ان لوگوں کےلئے وہ باتیں خوب ظاہر کردو جن میں یہ اختلاف کرتے ہیں اور نیز مومنوں کی ہدایت کےلئے اور ان پر رحمت کےلئے نازل کی۔'' اس آیت سے صاف واضح ہے کہ آنحضرت ﷺ گزشتہ امتوں کے اختلاف مٹانے کےلئے معبوث کئے گئے ہیں پس جو اختلاف آپ کی امت میں پڑے بالخصوص جب وہ اسی جنس کا ہو جو گزشتہ امتوں میں تھا تو ضرور بر ضرور اس میں آپ کے بیان ہدایت نشان کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اور یہی مراد ہے اس آیت کریمہ سے

(فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ) (نساء۔ پ 7)

''یعنی اگر تم میں کسی امر اختلاف پڑ جائے تو اس امر کو خدا تعالی اور اس کے رسول پاک کی طرف لاؤ گر تمہیں خدا تعالی اور روز قیامت پر ایمان ہے'' اسی طرح حضرت نوح ابراہیم موسی اور عیسی علیہ اسلام انبیاء سابقین اور آنحضرت ﷺ کو ایک ہی دین عطا کرنے کا ذکر کر کے فرمایا۔ (وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ) (شوریٰ۔پ25) ''ان امتوں نے آپس میں بغاوت وعداوت کی وجہ سے علم آلہی آچکنے کے بعد دین میں تفرقہ ڈالا'' اس کے بعد آنحضرت ﷺ کو ان کے اختلاف سے بچے رہنے اور وحی الہی پر قائم رہنے اور لوگوں کو اعتدال کی طرف دعوت دینے کا حکم دیا۔ (فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ ۖ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۖ وَقُلْ آمَنتُ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتَابٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ) (شوری پ25)''

''اے پیغمبر ﷺ تم لوگوں کو اسی اصل دین کی طرف بلاتے رہو اور خود بھی جیسا کہ تم کو حکم ہوا ہے۔'' قائم رہو اور ان اہل کتاب کی خواہشوں پر نہ چلو اور ان سے صاف کہہ دو کہ کتاب کی قسم سے جو کچھ خدا نے اتارا ہے میرا تو سب پر ایمان ہے اور مجھے حکم ملا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں بیان مذکورہ بالا میں یہ امور مذکور ہوئے دین آلہی ابتدا میں ایک تھا اس کے بعد لوگوں نے اس میں بوجہ آپس کی عداوت کے اختلاف کیا تو خدا تعالی اس اختلاف کو مٹانے کے لئے انبیاء بھیجتا رہا حتی کہ اسلام کے آخری دور میں سب اختلاف مٹانے کے لئے پغیبر آخر الزمان رسول اللہ ﷺ کو معبوث فرمایا اور آپ پر آخری کتاب قرآن مجید نازل کی پس صاف روشن ہو گیا کہ اب ان سب اختلاف کو چھوڑ کر جو نئے ہوں یا پچھلی جنس کے ہوں صرف قرآن مجید اور آنحضرت ﷺ کے بیان کی اتباع واجب ہے اور یہی مراد ہے اس آیت کریمہ ہے (اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ) (اعراف۔پ8) ''یعنی جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا اس کی پیروی کرو اور اس کے سوائے دیگر حمائیتوں کی پیروی نہ کرو۔'' مضمون بالا کی تائید میں دیگر آیات بھی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔ چوتھی آیت۔

(إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۗ وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ) (آل عمران۔پ3)

''دین حق تو خدا کے نزدیک یہی اسلام ہے اور بس اور اہل کتاب نے جو مخالفت کی سو آپس کی ضد کے سبب حق معلوم کرنے کے بعد کی اور جو کوئی خدا کی آیات سے منکر ہو تو خدا اس کا جلد حساب لے گا'' اس آیت میں صاف فرمادیا کہ خدا کے نزدیک صرف ایک ہی دین اسلام کا اعتبا ہے اور یہ کہ ہل کتاب سابقہ نے اختالاف کیا تو آسمانی کتاب مل چکنے کے بعد کیا اور یہ کہ ان اختلاف کی ایک وجہ ان کی باہمی عادت تھی اور یہ کہ جو کوئی آیات خداوندی کو چھوڑے گا خدا اس سے جلد سمجھے گا اس سے ظاہر ہے کہ اہل کتاب پر جو الزام قائم کیا گیا ہے وہ کتاب آسمانی کی مخالفت کرنے کا ہے پانچویں آیت وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ (مومنون۔پ18)

''تمہارا دین ایک ہی دین ہے اور میں ہی تم سب کا رب ہوں پس تم سب مجھ سے ہی ڈرو'' پھر لوگوں نے پھوٹ کر اپنا اپنا دین جدا جدا بنا لیا اب جو کسی فرقہ کے پاس ہے وہ اسی پر خوش ہے اس آیت میں صاف مذکور ہے کہ اللہ تعالی نے ایک ہی دین کا حکم دیا تھا لوگوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے مختلف فرقوں میں تقسیم کر ڈالا اور ہر گروہ اپنے ہی عندیہ پر خوش رہنے لگا یعنی اپنے تیا کردہ عقیدے اور طریق عمل کے اختیار کرنے اور اس پر عمل کرنے کی وجہ یہی سمجھنے لگے کہ یہ ہمارا ہے اور دوسرے سے انکار کی یہی وجہ بتاتی کہ یہ دوسرے کا مذہب ہے طریق اعتدال جو ہر ایک کے لئے مساوی ہے ابتاع دلیل اور موافقت وحی ربانی اس کیپروانہ رہی اس امر کو دوسری آیت میں مصرح ذکر فرمایا ہے چنانچہ فرمایا

(وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ) (سورہ بقرہ۔پ1)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ بھی خدا نے نازل کیا ہے سب پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی پر ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر اتری غرض یہ کہ اس کے علاوہ دوسری کتاب کو نہیں مانتے حالانکہ وہ بھی حق ہے۔''

امور عشرہ میں سے باقی امور کا ذکر ان آیات میں ہے

(أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ) (حدید۔پ27)

''کیا مسلمانوں کے لئے ابھی تک اس کا وقت نہیں آیا کہ ذکر خدا اور تلاوت قرآن کے لئے جو خدائے برحق کی طرف سے نازل ہوا ہے ان کے دل گداز ہو جائیں اور ان لوگوں کی طرح پڑھ پتھر نہ ہو جائیں جن کو ان سے پہلی کتاب دی گئی تو ان پر ایک مدت دراز گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور اب اکثر ان میں سے نافرمان ہیں۔'' اس آیات میں صاف بیان ہے کہ

عصر نبوت کے بعد طوالت زمانہ کے سبب دلوں میں سختی آتی گئی حتی کے فسق تک نوبت پہنچی یعنی اعتقاد و عمل ہر دو میں خرابی واقع ہے کی امتداد زمانہ کے آخر سے طبائع میں انقلاب اور خیالات میں تغیر اور ہمتوں میں پستی ہوجاتی ہے جس سے دلوں میں ذکر آلہی میں حلاوت اور ایمان میں قوت کم ہوجاتی ہے اور جوش و غیرت اسلامی فرد ہوکر دل سخت ہوجاتے ہیں ہاں اگر اثار نبوت محفوظ ہیں تو عصر نبوت کا اثر باقی رہتا ہے اور اس قدر دل سخت نہیں ہوتے قرآن مجید نے یہود و نصاری کی نسبت یہی قصور ذکر کیا ہے چنانچہ یہود کی نسبت

ولقد اخذ اللہ یثاق بنی اسرائیل -ذکر کرکے فرمایا (فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ ۙ وَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ) ''(مائدہ ۔پ 6)

''پس انہی لوگوں کے اپنے عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان کو پھٹکار دیا اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا کہ کتاب آلہی کے کلمات کو ان کی اصلی جگہ سے پھیرتے ہیں اور ان کو جو نصیحت کی گئی تھی اس کا بہت سا حصہ بھلا بیٹھے'' اس کے بعد بھی نصاری سے عہد لینے کا ذکر کرکے ان میں بھی اس امر کی کمی بیان کی

(وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ) (مائدہ ۔پ 6)

''اور جو لوگ اپنے آپ کو نصاری کہتے ہیں ہم نے ان سے بھی عہد لیا تو انہوں نے اس میں سے جو ان کو نصیحت کی گئی تھی بہت سا حصہ بھلا دیا'' ان دونوں آیتوں میں دو گروہ یہود نصاری ہر ایک ہی الزام قائم کیا ہے کہ انہوں نے کتاب الٰہی کو جس کی حفاظت اور تعمیل کی ان کو تاکید کی گئی تھی ترک کر دیا جس کی وجہ سے ان پر لعنت برسائی گئی اور ان کے دل سخت کر دیئے گئے جس کی انتہا یہاں تک پہنچی کہ انہوں نے کلمات الٰہیہ میں تحریف کی اور تورات و انجیل کا بہت سا حصہ جس سے ان کو تذکیر کی گئی تھی بھلا دیا اور لعنت کے سبب اس کا علم ان کے سینوں سے کھینچ لیا گیا کیونکہ جب گناہوں کے سبب دل سخت ہوجاتا ہے اور سختی کے سبب خدا تعالی کی طرف سے توفیق مساعفت نہیں کرتی تو علم کالعدم ہوجاتا ہے اور سینے میں اس کی روشنی باقی نہیں رہتی۔

جب یہ حالت ہوجاتی ہے تو انسان توہمات و منکرات و بدعات کے گرداب میں ایسا گھر جاتا ہے کہ پھر نجات مشکل ہوجاتی ہے ۔اللھم احفظنا و ثبتنا علی آثار و نبیک ۔یہود نصاری کے مذکورہ بالا اقرار د حالات بیان کرنے سے پشتر خدا تعالی نے اس امت مرحومہ کو بھی ان کا اقرار یاد کرایا ہے

(وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُم بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا) (مائدہ پ 6)

''اور یاد کرو اس انعام کو جو خدا نے تم پر کیا اور اس کے عہد و بیان کو بھی جس کا تم سے پختہ اقرار لیا جب تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا۔''

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی نسبت آیت (لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ) (مائدہ پ۔ 6) کے ذیل میں ان کے باہمی ارتباط کے متعلق فرمایا ہے۔

انہ خاطب المومنین فیما تقدم فقال (وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُم بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا) ثم زکر الان انہ اخذ المیثاق من بنی اسرائیل لکنھم نقضوا و ترکوا الوفاء بہ فلا تکونوا ایھا المومنون مثل اولئک الیھود فی ہذا الخلق الذمیم لئلا تصیروا مثلھم فیما نزل بھم من اللعن والذلۃ والمسکنۃ (ب ٦ مائدہ جلد سوم ص ٣٩٢)

خدا تعالی نے اس سے قبل مومنوں سے خطاب کیا اور فرمایا کہ خدا کی نعمت جو تم پر کی اور اقرار تم سے پختہ کرایا یاد کرو جو تم نے کہا ہم نے سنا اور مانا پھر اس کے بعد اب ذکر کیا کہ یہی اقرار بنی اسرائیل سے بھی لیا تھا لیکن انہوں نے اسے توڑ ڈالا اور اسے پورا کرنا ترک کر دیا تم اے مومنو اس بری عدت میں ان یہود کی طرح نہ ہوجانا تاکہ تم پر بھی ان جیسی لعنت اور ذلت اور مسکنت نازل نہ ہو امام رازی نے ان دونوں بیانوں کے ارتباط میں جو نکتہ بیان کیا ہے قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر بالتصریح بھی مذکور ہے کہ اہل کتاب کی طرح نہ ہوجانا جنہوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے اس کو کئی مذہبوں میں تقسیم کر دیا۔ چنانچہ آیت (وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا) میں قرآن کو بالاتفاق مضبوط پکڑے رکھنے اور تفرقہ سے بچے رہنے کی تاکید کے بعد فرمایا۔

(وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ) (آل عمران ۔پ 4)

''اوران جیسے نہ بنوجنھوں نے کھلے نشان آچکنے کے بعد تفرقہ ڈالااوراختلاف کیااوران کے لئے بڑا عذاب ہے۔''

2۔ایک اور مقام پران کی برائی نہایت شدت سے بیان کی اوران کی مثل بننے سے منع فرمایا۔(وَلَاتَكُونُوامِنَ الْمُشْرِكِينَ ٣١ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوادِينَهُمْ وَكَانُواشِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَالَدَيْهِمْ فَرِحُونَ)(روم۔پ21)''

''اور شرک کرنے والوں میں سے نہ ہوجاناجنھوں نےاپنے دین میں تفرقہ ڈالا۔''

اوروہ ٹولے ٹولے ہوگئے جوجس فرقے کے پاس ہے وہ اسی میں مگن ہے اسی طرح دوسرے موقع پر تفرقہ واختلاف کے الزام کی نسبت فرمایاکے اس کا بوجھ صرف ان لوگوں پر ہے جنھوں نے ایساکیالیکن جوراہ راست پرقائم رہے ان پراس اختلاف کاالزام کچھ بھی نہیں (إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوادِينَهُمْ وَكَانُواشِيَعًالَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَاأَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ)(انعام پ8)''

''اے پیغمبرﷺ جن لوگوں نےاپنے دین میں تفرقہ ڈالااوروہ کئی فرقے ہوگئے تم کوان سے کوئی سروکارنہیں ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہے'' امام رازینے اس آیت کے ذیل میں حضرت مجاہدسے نقل کیاہے

قال مجاہدان الذین فرقوادینہم من ہذہ الامۃ ہم اہل البدع والشبہات واعلم انالمرادمن الایۃالحث علی ان تکون کلمۃالمسلمین واحدۃوان لا یتفرقوافی الدین ولایتدعواالبدع (تفسیر کبیر ج ٤ ص٧٩ پ ٨ سورہ انعام)

جن لوگوں نے اس میں تفرقہ ڈالاوہ اہل بدعت وملحدین ہیں اورجان کے اس آیت سے مرادمسلمانوں کواس امرکی ترغیب دینی ہے کہ ان سب کی بات ایک ہی ہواوریہ کہوہ دین میں تفرقہ ڈالیں اوربدعتیں جاری نہ کریں ایک اورآیت میں دین کی تقسیم کرنے والوں پر عذاب نازل کرنے کاذکرکرکے اس سے ڈرایا۔

(كَمَاأَنزَلْنَاعَلَى الْمُقْتَسِمِينَ الَّذِينَ جَعَلُواالْقُرْآنَ عِضِينَ حجر۔پ14)

''جس طرح ہم نے ان لوگوں پرنازل کیاجنھوں نے کتاب آلہی کوٹکڑے ٹکڑے کرکے آپس میں تقسیم کرلیا'' اس آیت میں جوفرمایاکہ بعض لوگوں نے کتاب آلہی کوتقسیم کرڈالا اس کی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ بعض احکام کوماناچنانچہ یہودی کوفرمایا(أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ)(البقرہ۔پ1)

''کیاتم کتاب کے کچھ مسائل مانتے ہواوربعض کاانکارکرتے ہودوسری یہ کہ بعض ان احکام الٰہیہ کوتسلیم کیاجواپنے طریقہ اورفرقہ کے موافق ہوں اورجوموافق نہ ہوں ان کواس عذرسے ٹال دیاکہ دوسرے لوگوں کامذہب ہے ہمیں اس سے سروکارنہیں ہے چنانچہ انہی یہود کے حق میں فرمایا

(وَإِذَاقِيلَ لَهُمْ آمِنُوابِمَاأَنزَلَ اللَّهُ قَالُوانُؤْمِنُ بِمَاأُنزِلَ عَلَيْنَاوَيَكْفُرُونَ بِمَاوَرَاءَهُ وَهُوَالْحَقُّ مُصَدِّقًالِّمَامَعَهُمْ)(بقرہ۔پ1)

''اورجب ان سے کہاجاتاہے کہ خداکی نازل کردہ وحی پرایمان لائوتوکہتے ہیں ہم توصرف اسی کتاب کومانتے ہیں جوہم پراتری اوراس کے علاوہ جووحی ہے اسے نہیں مانتے حالانکہ وہ حق ہے جوکچھ ان کے پاس ہے'' اس کی مصدق ہے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ یہودوماانزل اللہ کی پیروی میں اپنے اوردوسرے میں تمیز کرتے تھے حالانکہ یہ بالکل نادرست ہے کیونکہ جب اصولا یہ امرمسلم ہے کہ اتباع انزل اللہ کی کرنی ہے تووہ حکم الٰہی چاہے زید کے ہاں سے ملے چاہے بکر کے ہاں سے ملے بہرحال واجب الاتباع ہے اس میں فرقہ بندی کادخل نہیں میں نہایت ادب سےاپنے ناظرین کی خدمت میں گزارش کرتاہوں کہ یہی حال امت مرحومہ میں بھی ہوگیاہے فرقہ بندی نے قرآن وحدیث کی بھی تقسیم کرڈالی اصول وقواعداجتہاد میں توتھی ہی نصوص بھی بٹ گئے اصولاہرکوئی یہی کہتاہے کہ قرآن وحدیث اصول دین ہے لیکن جب کوئی حدیث مثلاً حنفیوں کے تیارکردہ مسلک کے خلاف ہے اورامام شافعی نے اس سے تمسک کیاہے تواسے اس عذرسے ٹال دیاجاتاہے کہ اس حدیث سے امام شافعی نے تمسک کیاہے ہمارے امام ابوحنفیہ نے اسے نہیں لیااس کی مثالیں حنفی فقہ اوراصول فقہ کی کتابوں میں بکثرت ہیں کہ کسی امرپرامام شافعی کے مذہب کی تائید میں صحیح حدیث ہے اوراس کے مقابلہ میں امام ابوحنفیہ ہی کے قول۔کوقول کرلیاہے اورحدیث کوبغیراس پرجرح کرنے کے بالکل بے کارچھوڑدیاہے حالانکہ حضرت محمدﷺ کی صحیح حدیث سب کےلئے برابرہے اس میں میرے تیرے کی تمیزجائزنہیں دین کی حدت اسی سے قائم رہتی ہے اورفرقہ بندی اسی سے مٹتی ہے کہ ہرکوئی اعتقاداًعملاًقرآن وحدیث کاپیروہوجائے اوران کے مقابلہ میں رائے اورقیاس کوچھوڑدے خواہ کسی کاہوکیونکہ آنحضرت

ﷺ کے امتی ہونے میں سب امام برابر ہیں جیسے امام شافعی پر آپ کی اتباع ویسی امام ابوحنیفہ پر لازم اسی طرح قرآن شریف کے ساتھ سلوک کیا گیا ہے کہ اگر کسی آیت کی وجہ تفسیر میں امام ابوحنیفہ اور امام شافعی میں اختلاف ہے تو حنفی اس میں یہ کہتے ہیں کہ ہمارے امام نے اس آیت کی تفسیر اس طرح پر نہیں کی ہم امام شافعی کے مقلد نہیں ہیں خواہ امام شافعی کی تفسیر موافق مراد آلہی اور مطابق حدیث رسول اللہ ﷺ ہی ہو بے شک یہ بہت بھاری فتنہ ہے اور دین میں غضب کا فتور ہے کہ کسی امتی کی رائے سے آنحضرت ﷺ کی حدیث کو رد کر دیا جائے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اس کے متعلق فرماتے

فان بلغنا حديث من الرسول المعصوم الذي فرض الله علينا طاعته بسند صانع يدل على خلاف مذهبه وتركنا حديثه واتبعنا ذلك التخمين فمن اضلم منا وما عذرنا يوم يقوم الناس لرب العالمين (عقد الجید مترجم ص ٤٩)

ہم کوئی حدیث صحیح سند کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے پہنچے جس کی طاعت خدا نے ہم پر فرض کی ہے جو کسی مقلد کے اختیار کردہ مذہب کے خلاف ہو اور ہم اس حدیث کو ترک کر دیں اور اس ظنی قیاس کی پیروی کریں تو ہم سے زیادہ ظالم کون ہوگا اور جس دن وہ سب لوگ اللہ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے ہمارا کیا عذر ہوگا اسی طرح دوسری آیت میں اہل کتاب کی اس بری روش کی نسبت

(اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ) (توبہ۔پ 10)

''ان اہل کتاب نے اپنے علماء و مشائخ خدا کے سوائے رب بنا لیا ہے'' جامع ترمذی میں اس آیت کی تفسیر حضرت عدی بن حاتم 1 مروی ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میری گردن میں سونے کی صلیب تھی تو آپ نے فرمایا اے عدی یہ بت اتار پھینک اور میں نے آپ کو سورہ برات کی یہ آیت ہڑھتے سنا

اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ یعنی انہوں نے خدا کے سوا اپنے علماء مشائخ کو رب بنا لیا آپ نے فرمایا یہ لوگ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے لیکن جب ان کے لئے کوئی چیز حلال کہتے تو حلال مان لیتے اور اگر کہتے کہ یہ حرام ہے تو حرام جان لیتے۔ ((ترمذی جلد دوم۔ صفحہ 136)

اس بیان سے واضح ہوگیا کہ نصوص وحی کے مقابلہ میں امتوں کے اقوال قبول کرنا اور نصوص

شرعیہ میں اپنے اور دوسرے کی تمیز کرنا یہود کی روش ہے جسے خدا تعالی نے ناپسند جانا پس اس امت مرحومہ کو بھی یہ روش ترک کرنی چاہیئے اہل کتاب میں یہ آتش اختلاف و عداوت جس کا بیان ہم کر رہے ہیں یہاں تک بھڑکی کہ ایک دوسرے کو بے دین و کافر اور لامذہب کہنے لگے چنانچہ فرمایا

(وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ) (بقرہ پ 1)

''یہود نصاری کو بے دین کہتے ہیں اور نصاری یہود کو بے دین کہتے ہیں حالانکہ وہ دونوں کتاب آلہی پڑھتے ہیں اسی طرح وہ لوگ کہتے ہیں جن کو خدا کی طرف سے علم نہیں دیا گیا یعنی مشرکین'' اس آیت کے ذیل میں امام رازی نے کہا ہے

واعلم ان هذه الواقعة بعينها قد وقعت في امة محمد صلى الله عليه وسلم فان كل طائفة تكفر الاخري مع اتفاقهم على تلاوة القرآن (جلد اول ص ٤٧٢)

کہ یہی واقعہ بعینہ اس امت مرحومہ میں پیش آیا ہے کہ ہر فرقہ دوسرے کو کافر کہتا ہے باوجودیکہ وہ تلاوت قرآن پر سب متفق ہیں دوسرے مقام پر اہل کتاب کی اس ناگفتہ بہ حالت کے علاوہ ان کے کتاب آلہی کو چھوڑ دینے اس کے احکام کو دنیوی طمع سے چھپانے اور اس سے دنیا کمانے از خود مسائل بنا کر لوگوں کو ٹھگنے کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے

(وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ)

(آل عمران۔ پ 4)

''اور جب خدا نے اہل کتاب سے قول و قرار لیا کہ اس کتاب کو لوگوں کے سامنے صاف صاف بیان کر دینا اور اس کی کسی بات کو چھپانا مت پس انہوں نے اسے اپنی پس پشت ڈال دیا اور اس کے عوض تھوڑے سے دام حاصل کیے سو بہت برا ہے وہ جو حاصل کرتے ہیں'' امام رازی اور دیگر کئی ایک مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں کہا ہے اعلم ان ظاهر هذه الاية وان كان مختصا باليهود والنصاريٰ فانه لا يبعد ايضا دخول المسلمين فيه لانهم اهل القرآن وهو اشرف الكتب (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۱۸)

1۔ اصول فقہ میں بھی اس کی تصریح ہے اگر کوئی فیقہ ہو کر اس کا خلاف کرتا ہے تو قصور اس کا ہے ایڈیٹر)

جان تو کہ اس آیت کا ظاہر گو اہل کتاب یہود نصاری سے مخصوص ہے لیکن اس میں مسلمانوں کا بھی داخل ہونا بعید نہیں کیونکہ وہ بھی اہل قرآن ہیں اور وہ سب کتابوں سے بڑھ کر شرافت والی کتاب ہے جب سے اہل کتاب یہود نصاریمیں بری روش پڑی تب سے برابر جاری رہی حتی کہ آنحضرت ﷺ کے زمان ہدایت نشان میں بھی ان کی یہی خصلت تھی چنانچہ فرمایا

(وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ) (البقرۃ۔ پ 1)

''اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے رسول اللہ ﷺ آیا جو اس کتاب کا مصدق ہے جو ان کے پاس ہے تو ان اہل کتاب میں سے ایک فریق نے اللہ کی کتاب تورات کو اس طرح پٹھ پیچھے پھنک دیا کہ گویا وہ جانتے ہی نہیں اور ان ڈھکوسلوں کے ہی پیچھے لگ گئے جن کو سلیمان علیہ اسلام کے عہد سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے یہ کفر سلیمان علیہ اسلام سے نہیں ہوا بلکہ شیاطین نے کفر کیا یہود کی جو حالت اس آیت میں مذکور ہے وہ اسامت مرحومہ کے بھی بہت سے لوگوں میں پائی جاتی ہے کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیا ہے اور بہت سے شیطانی عملوں کو دستور العمل بنا رکھا ہے خلاف شرح تعویذات گنڈے حاضرات نقوش اور عملیات کو رواج دے رکھا ہے جو ایسا کرے ولی اللہ سمجھا جاتا ہے اور جو اس سے منع کرے اسے خشک ملا بے خبر و غیر عارف سمجھ کر ملامت کی جاتی ہے گویا ان کے نزدیک خدا رسی کے وسائل یہی باطل علوم اور خلاف شرح دستور العمل ہے۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر میں خاص کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے الفرقان بين اولياء الرحمن واولياء الشيطان

یہود نے اس کے علاوہ محض زبانی سنی سنائی بے سند باتوں موضوع روایتوں اور جعلی حکایتوں اور غیر معصوم علماء کے فتادون کو بھی دین سمجھ رکھا ہے اور غضب یہ کہ من گھڑت مسائل اور قیاسی ڈھکوسلوں کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور لوگوں کو ٹھگتے ہیں چنانچہ فرمایا

(وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۷۸ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ) (البقرہ پ 1)

''اور بعض ان میں ان پڑھ ہیں جو سوائے سنی سنائی وہمی باتوں کے کتاب آلہی کو ہرگز نہیں جانتے اور وہ فقط خیالی تکے چلایا کرتے ہیں پس افسوس ہے ان لوگوں پر جو کتاب تو اپنے ہاتھ سے لکھیں اور پھر کہیں کہ یہ تو خدا کے پاس سے ہے تاکہ اس کے ذریعہ تھوڑے سے دام یعنی دنیوی فائدے حاصل کریں پس افسوس ہے ان پر اس سے کہ وہ کماتے ہیں'' یعنی اول تو وہ افترا ہے پھر ٹھگ بازی کہ اس سے دنیا کمائی اس آیت میں دو طرح کے لوگوں کا بیان ہے ایک وہ جا مسائل بناتے تھے اور دوسرے وہ جو ان کو تسلیم کر لیتے تھے پہلا گروہ تو علماء کا ہے اور دوسرا ان کے مقلدوں اور مریدوں کا اسی طرح امت مرحومہ میں بہت ایسے ہیں جو قرآن و حدیث کچھ نہیں جانتے صرف سنی سنائی بے سند باتوں موضوع روایتوں کی پیروی کرتے ہیں اور بہت ایسے ہیں جو قیاسی فتوں اور من گھڑت مسائل کو شریعت محمدی کہہ کر لوگوں کے مال ٹھگتے ہیں یہود کے اس گروہ کی نسبت دوسری آیت میں فرمایا

(فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَٰذَا الْأَدْنَىٰ وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا وَإِن يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهُ يَأْخُذُوهُ أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِم مِّيثَاقُ الْكِتَابِ أَن لَّا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ) (اعراف۔ پ۔ 9)

''پھر ان کے بعد ان کے جانشین ایسے ناخلف ہوئے کہ وہ کتاب آلہی کے وارث تو بنے لیکن اس سے اس دنیائے دوں کو کمانے لگے اور اس پر بھی کہتے ہیں کہ یہ امر ہم کو ضرور معاف

ہو جائے گا اور اگر اسی طرح کی کوئی دنیوی چیز اب ان کے سامنے آجائے تو اسے بھی لے کر رہیں کیا ان لوگوں سے کتاب آلہی کا عہد نہیں لیا گیا کہ حق بات کے سوائے دوسری بات خدا کی طرف منسوب نہ کریں گے اور جو کچھ اس کتاب میں ہے وہ انہوں نے پڑھ لیا ہے پھر بھی باز نہیں آتے۔''

ان آیتوں سے صاف ثابت ہے کہ اہل کتاب کے علماء نے جو قرون اولی کے بعد وارث کتاب ہوئے کتاب آلہی کو وجہ معاش بنا لیا تھا جھوٹے مسئلے بنا کر اور خدا تعالی کے ذمہ لگا کر دنیا کمانے لگے تھے اور اس پر طرہ یہ پھر نجات و بخشش کے سب سے پہلے امیدوار اسی طرح اس امت مرحومہ میں بھی ایسے علماء بہت ہیں جو کتاب آلہی کو وجہ معاش بناتے ہیں۔ اور لوگوں کو یہ سناتے ہیں کہ امت مرحومہ کو خدا بخش دے گا آنحضرت ﷺ سفارش کر کے سب کو چھڑا لیں گے اور یہ وہم لوگوں کی طبیعتوں میں ایسا راسخ ہو گیا ہے کہ اب اس کا نکلنا اور عمل اور اعتقاد میں موافقت قرآن حدیث کا سمجھ میں آنا ایک عظیم امر ہے یہود نصاری میں ان قیاسی فتادوں کے علاوہ بڑی آفت تو یہ برپا ہوئی جس نے دین کو جڑھ سے کھوکھلا کر دیا اور لوگوں کو اقواع و اقسام کے توہمات میں بتلا کر دیا کہ ایک طائفہ رہبانیت کے لباس میں خدا رسی کا طلب ہوا

دنیا کو ترک کر کے تجرد و گوشہ نشینی اختیار کی اور فقیر و درویش بن گئے بعض نے تو اسے حکم خدا جان کر عین دین سمجھا اور بعض نے جب دیکھا کہ لوگ فقرا کے بہت معتقد ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ ان کی عقیدت بہ نسبت ظاہری علماء کے زیادہ راسخ ہوتی ہے اور مال و جان سے ان کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں تو انہوں نے اسی بھیس میں دنیا کمائی شروع کر دی۔

خانقاہوں پر چلے کھینچ کر اور لباس دو وضع اور گفتار و رفتار میں تکلف کر کے رہبان و درویش و صوفی بن بیٹھے چنانچہ ان لوگوں کی بابت جنہوں نے رہبانیت یعنی طریق درویشی کو دین سمجھ کر اختیار کیا تھا فرمایا

(وَرَهبانِيَّةً ابتَدَعوها ما كَتَبناها عَلَيهِم إِلَّا ابتِغاءَ رِضوانِ اللَّهِ فَما رَعَوها حَقَّ رِعايَتِها) (حدید پ 27)

''اور دنیا کو چھوڑ بیٹھنا جس کو انہوں نے خود ایجاد کیا تھا مگر انہوں نے اسی خدا ہی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایجاد کیا تھا لیکن جیسا حق تھا ویسا بنا نہ سکے'' اس آیت میں لفظ رہبانیہ علی شریطۃ التفسیر منصوب ہے۔ اور ما کتبنا علیھم جملہ مستانفہ ہے۔ اور الا ابتغاء رضوان اللہ میں استثناء منقطع ہے متصل نہیں اور جنہوں نے استثناء متصل سمجھا ہے بیضاوی نے ان پر اعتراض کیا ہے کہ یہ قول الہیٰ ابتدعوھا کے خلاف ہے یعنی رہبانیت کے ایجاد کو خداوند تعالی نے فقرا نصاری کی طرف منسوب کیا ہے نہ کہ اپنی طرف پس اس استثناء کو متصل کہنا درست نہیں چنانچہ تفسیر جامع البیان میں اس کی تفسیر یوں لکھی ہے اور یہی درست ہے اس کے خلاف ہر گز درست نہیں۔

ورہبانییہ ابتدعوہا منصوبۃ علی شریطۃ التفسیر اي ابتدعوا رہبانیۃ یعنی جاء وا بالریاضۃ الشاقۃ والانقطاع عن الناس من عندہ انفسھم ما کتبنا ھا علیھم ما مرنا ھم بھا الا ابتغاء رضوان اللہ لکنھم ابتدعوھا ابتغاء رضوان اللہ تعالیٰ فمارعوھا حق رعایتھا ذم بوجھین الابتداع فی دین اللہ تعالیٰ وعدم القیام بما التزموا مماز عوا انہ قربہ (پ ۲۷ جامع)

لفظ رہبانیت علی شریط التفسیر منصوب ہے یعنی انہوں نے رہبانیت کو ایجاد کیا یعنی انہوں نے مشکل ریاضتوں کا کرنا اور لوگوں سے الگ تھلگ رہنا از خود مقرر کر لیا تھا ہم نے ان کو اس کا امر نہیں کیا تھا لیکن انہوں نے اسے خود اپنی طرف سے خدا کو راضی کرنے کے لئے بنا لیا مگر اس کی رعایت جیسی کو چاہیے تھی نہ کی اس میں اس کی دو طرح سے مذمت ہے اول تو خدا کے دین میں بدعت جاری کرنی پھر اس پر قائم نہ رہنا جیسے خدا کے قرب کا سبب جان کر اپنے اوپر لازم کر دانا تھا تفسیر کشف میں بھی اس کی ترکیب اور تفسیر اسی طرح لکھی ہے اس آیت سے صاف معلوم ہو گیا کہ بدعت وہ شئے ہے جس کا خدا تعالی نے کسی نبی برحق کے ذریعے حکم نہ کیا اور کوئی شخص اس کو از خود یا کسی غیر نبی کے قول سے دین بنا بیٹھے حدیث شریف میں بھی اسی طرح وارد ہے چنانچہ مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنت ہمیں صحیح بخاری و صحیح مسلم سے بروایت حضرت عائشہ نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھورد (ص ۱۹)

''جس شخص نے ہمارے اس امر دین میں ایسی بات نکالی جو اس سے نہیں ہے تو اس کی وہ بات مردود ہے'' حاشیہ پر ملا علی قادری کی شرح سے نقل کیا ہے

فھورد اي الذي احدثہ مردود علیہ والمعنی ان من احدث فی الاسلام امر الم یکن لہ من الکتاب والسنۃ سند ظاہر او خفی ملفوظ او مستنبط فھو مردود علیہ اقول فی وصف ھذا الامر اغیر مرضی (مرقاۃ)

"کہ جس نے کوئی بدعت نکالی وہ بدعت اسی کے منہ پر ماری جائے گی یعنی جس نے اسلام میں محض رائے سے ایسی بات نکالی جس کی کتاب وسنت میں نہ کوئی ظاہری سند ہے اور نہ مخفی ملفوظ اور نہ مستنبط تو وہ اسی پر ردکی جائے گی" ملا علی قادری فرماتے ہیں میں کہتا ہوں۔ اس امر دین کو ھذ کے لفظ سے تعبیر کرنے میں اس بات کی طرف ہے کہ اسلام تو مکملو مشتہر ہو چکا ہے اب جو کوئی اس میں زیادتی کرے گا نا پسندیدہ امر کا مرتکب ہوگا اس بیان سے معلوم ہوگیا کہ کسی کو بھی کوئی حق نہیں کہ امت پر امر دین میں کسی ایسے امر کا بوجھ ڈالے جس کا بوجھ اللہ تعالی نے اپنے رسول اللہ ﷺ کی زبانیمنیں ڈالا پس نصای میں یہ رہبانیت ازخود جاری ہوئی تھی جس خدا نے پسند نہیں کیا اس آیت میں رہبانیت کو نگاہ نہ رکھنے کا جو ذکر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو سختیاں اور ریاضتیں انہوں نے اپنے اوپر لازم کرلی تھیں وہاں کو نبھانہ سکے اس میں نہایت باریک اشارہ ہے کہ اگر وہ مشقتیں جمہور الناس کے لئے قابل برداشت ہوتیں تو اللہ تعالی ان کو خود دین بناتا لیکن اللہ تعالی نے اسی لئے ان کو دین میں داخل نہیں کیا کہ وہ عوام کے حق میں ناقابل برداشت تھیں اسی معنی میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے

لن یشاء والدین احد الاغلبہ (بخاري)

"جو کوئی دین کو قابو کرنا چاہے گا دین ہی اس پر قابو پائے گا" دوسرا گروہ درویشی رہبانیت کے بھیس میں دنیا کماتا تھا اس کی اور نان کے علماء ظاہر ہر دو کی بابت فرمایا

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ) (توبہ۔10)

"مسلمانو! اہل کتاب کے اکثر علماء ومشائخ لوگوں کے مال ناحق کھاتے ہیں اور لوگوں کو راہ خدا توحید سے روکتے ہیں" اسی طرح دوسری آت میں ان کے علماء واعظین کی نسبت فرمایا
(وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ) (آل عمران۔پ 3)

"اور ان میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہے جو کتاب وآلہی پڑھتے وقت اپنی زبانوں کو مرڑتے ہیں تاکہ تم سمجھو کہ وہ جو پڑھتے ہیں کتاب آلہی کا جزو ہے حالانکہ وہ کتاب آلہی کا جش نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ ہم جو پڑھتے ہیں وہ اللہ کے ہاں سے اترا ہے حالانکہ وہ اللہ کے ہاں سے نہیں اترا اور جان بوجھ کر اللہ تعالی پر جھوٹ بولتے ہیں" خاکسار کہتا ہے کہ امت مرحومہ بھی کئی لوگوں نے ایسے طریق درویشی اختیار کر رکھے ہیں جن کی خدا ذوالجلال نے اپنے رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ اجازت نہیں دی اور وہ ان میں خدارسی کا گمان رکھتے ہیں اور جو کوئی اس طریق پر عمل نہ کرے اسے درویش صوفی نہیں جانتے صرف ظاہر میں خشک ملا جانتے ہیں اور نیز بہت سے متصوف ہیں جو درویشی کے رنگ میں خلق خدا کو ٹھگتے ہیں اور مال کماتے ہیں اور بہت سے مولوی اور واعظ ایسے ہیں جو صرف قصہ کہانی اور موضوع روایتیں ذکر کر کے عوام الناس کو پرچالیتے ہیں اور ان سے دنیا حاصل کرتے ہیں۔ (حفظنا اللہ منھم آمین۔18تا25 رمضان 1221ہجری)

نمبر اول میں مذکور ہو چکا ہے کہ جن اسباب سے اہل کتاب یہود نصاری میں اختلاف چھوٹا وہ اسباب اس امت مرحومہ میں بھی مدت سے موجود ہو چکے ہیں۔

اور جو نتیجہ اختلاف اہل کتاب کے حق میں نکلا تھا مسلمان بھی مدتوں سے اس کا خمیازہ اٹھا رہے ہیں اور جو الزام کتاب الٰہی کو پس پشت ڈالنے اور اس کے سوا دیگر جعلی کتابوں کی پیروی کرنے کا اہل کتاب پر عائد ہوا تھا مسلمان بھی مدتوں سے اس الزام کو اپنے سر لے چکے ہیں اب اس کے متعلق میں چند احادیث ذکر کرنا چاہتا ہوں جن میں آنحضرت ﷺ نے اس افسوسناک حلت کی خبر دی ہے۔

عن زیاد بن لبید قال زکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیئا فقال ذالک عند اوان ذہاب العلم قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکیف یذہب العلم ونحن نقرا القرآن ونقرئوہ ابناء ویقرءہ ابناء نا ابناء ہم الی یوم القیامۃ فقال ثکلتک امک یا زیاد ان کنت لاراک من انقہ رجل بالمدینۃ اولیس ہذا الیہود ولا نصاريٰ یقرئون التوراۃ والانجیل ثم لا یعلمون بشی مما فیھما (رواہ احمد ابن ماجہ وردي الترمذي عنہ نحوہ وکذاالدارمی عن ابی امامۃ)

مشکوٰۃ امام احمد وغیرہ سے بروایت زیاد بن لبید صحابی نقل کیا ہے کہ "ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے سلسلی ذکر فرمایا کہ یہ بات علم گم ہو جانے کی وقت ہوگی اس پر زیاد بن لبید نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ علم دین کس طرح گم ہو جائے گا حالانکہ ہم خود قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بیٹوں کو پڑھاتے ہیں اور وہ اپنے بیٹوں کو پڑھائیں گے اسی طرح یہ سلسلہ قیامت تک جاری

رہے گا آپ نے فرمایا اے زیاد اتیری ماں تجھ کو روئے میں تجھے مدینہ میں بہت سمجھ دار تخص خیال کرتا تھا کیا یہ بات نہیں ہے کہ یہ یہود نصاری تورات و انجیل پڑھتے ہیں پھر جو کچھ ان میں لکھا ہے اس پر عمل نہیں کرتے'' نیز مشکورۃ میں بروایت امام ترندی وغیرہ ہے

عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حزو النعل بالنعل حتی ان کان منھم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الاملۃ واحدۃ قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحاب ي (رواہ ترمذي)

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت پر بھی وہ کیفیت آئے گی جو نبی اسرائیل پر آئی ٹھیک اسی طرح جیسے ایک پاؤں جوتی کا دوسرے پاؤں کے مطابق ہوتا ہے حتی کہ اگر فرضا ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا ہے تو میری امت میں بھی کوئی ہو گا جو ایسا کرے گا اور بنی اسرائیل تو پھوٹ کر بہتر فرقے ہو گئے تھے میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی وہ سب سوائے ایک کے دوزخ میں جایئں گے لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ ایک فرقہ کونسا ہے آپ نے فرمایا جس طریق پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں جو اس پر ہو گا'' یہ حدیث جس میں مسلمانوں کے کثیر فرقے ہونے کی خبر ہے امام ترندی کے علاوہ امام ابو دوٗد امام احمد اور امام ابن ماجہ نے بھی روایت کی ہے گو بعض محدثین نے اس پر من حیث الروایت کچھ کلام کیا ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ اسلام میں اختلاف و تقسیم و تفریق امت کی پیش گوئی آنحضرت ﷺ سے دیگر احادیث صحیحین سے بھی ثابت ہے اگرچہ ان فرقوں کی تعداد کا ذکر نہیں ہے پس ہم نے اس روایت کو محض اسی خیال سے اپنے مضمون کی تائید میں ذکر کیا ہے

قد جعل اللہ لکل شئ قدرا

چنانچہ اختلاف و تفریق صحیح مسلم کی حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

عن جابر بن عبداللہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لاتزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیمۃ (جل اول ص ۸۷) وفی لفظہ عن ثوبان لایضر ہم من خزلھم حتی یاتی وعداللہ وہم کذلک (فتح الباري بارہ ۲۹۵ ص ۶۷۱)

''میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ رہے گا جو حق پر ہو کر مقابلہ کرتا رہے گا اور قیامت تک غالب رہے گا'' اور صحیح کی دوسری روایت میں ہے کہ جو کوئی اس گروہ کا ساتھ چھوڑ دے گا وہ ان کو ضرر نہیں پہنچا سکے گا حتی کہ خدا کا وعدہ قیامت آجائے گی اور وہ اسی حالت منصورہ پر ہوں گے اس حدیث کو امام بخاری نے بھی اپنی صحیح کتاب الاعتصام میں روایت کی ہے صحیح مسلم کی دوسری روایت میں

لایضر ہم من خذلھم

سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس فرقہ حقہ منصورہ کے مقابلہ میں اور فرقے بھی ہوں گے بس مشکوۃ کی حدیث میں اسی امر کی توضیح ہے باقی رہا مشکوۃ کی حدیث کا دوسرا ٹکڑہ کہ میری عام امت کی حالت بنی اسرایئل کی سی ہو جائے گی سو یہ بھی صحیح بخاری کی حدیث میں مصرح ہے کہ

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتقوم الساعۃ حتی ناخذ امتی باخذ القرون قبلہا شبر بشبر وزراعا بذراع فقیل یا رسول اللہ کفارس والروم قال ومن الناس الا اولئک (کتاب الاعتصام 674۔ پ29 طبع جدید دھلی ص 1088)

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی حتی کہ میری امت اپنے سے پہلے زمانوں کی چال اختیار نہ کرلے بالشت بالشت اور دست بدعت صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فارسیوں اور رومیوں کی طرح آپ نے فرمایا ان کے سوائے اور کون یعنی ان کی طرح ہو جایئں گے'' پس مشکوۃ والی حدیث کا مضمون صحیح ہے اور وہ صحیحین۔ کی حدیث کی تائید میں بیان ہو سکتی ہے

قد جعل اللہ لکل شئ قدرا

ہاں مشکوۃ کی حدیث میں فرقہ ناجیہ کی نسبت جو فرمایا ہے کہ اس سے وہ فرقہ مراد ہے جو میری سنت اور میرے صحابہ کی روش پر قائم ہوگا اسی کی نسبت صحیحین کی حدیث ——لاتزال طائفۃ من امتی

-وارد ہے اور وہ وہی ہے جو سنت صحیح پر قائم ہے اور جس کے عقاید واعمال اصول وفروغ کی بنا محض وحی ربانی پر ہے اور رائے وقیاس کی کدو کاوش سے سالم ہے فتح الباری میں حافظ حجر نے اور عمدۃ القاری میں علامہ عینی حنفی نے امام ترمذی سے بروایت امام بخاری نقل کیا کہ امام علی بن مدینی کہتے تھے کہ مراد اس طائفہ سے اہلحدیث ہیں نیز حافظ ابن حجر نے امام احمد سے بسید صحیح بروایت حاکم نقل کیا ہے سکہ آپ فرماتے تھے کہ اگر یہ فرقہ اہلحدیث نہیں تو میں نہیں جا نتا پھر کونسا ہے یعنی ضروریہی لوگ مراد ہیں اوران کے سوااور کوئی نہیں مشکوۃ کی حدیث مذکورہ بالامیں بعض محدثین نے ازروئے ورایت یہ اشکال بیان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی بہت سی امت کے داخل جنت ہونے کیا بشارت سنائی ہے اور اس روایت کی رد سے بہت تھوڑی امت کے داخل ہونے کا پتہ لگتا ہے اوران میں مطابقت مشکل ہے گوکتب شروح حدیث میں اشکال کے بہت سے جوابات درج ہیں لیکن لگتے ہاتھ ہم بھی ایک جواب ذکر کردیتے ہیں کہ اصل دین تو وہی ہے جو آنحضرت ﷺ سے پہنچے اور صحابہ اس کے پہنچنے کا واسطہ ہیں

پس جو فرقہ اپنے جس امر مخصوص میں طریق نبوی سے جو ہم کو بواسطہ صحابہ کرام معلوم ہوچکا ہے متفرق وجدا ہوا ہے وہ اس میں سراسر غلطی وخطا پر ہے اور وہ غلطی وخطا علی حسب مراتب موجب سزا ہے پس اس سے تمام اشکال وتردوات رفع ہوجاتے ہیں اور تین حدیث میں کوئی قدح نہیں رہتی بلکہ جو وجہ ہم نے بیان کی خود تین حدیث ماانا وعلیہ واصحابی سے ماخوذ ہے اور اس وقت یہی امر ہمارا نصب العین ہے خیر الھدي ہدي محمد وشر الامور محدثاتہا

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار۔ مت دیکھ کسی قول وکردار

اس تمہید کے بعد کسی فرقہ کی قدامت وجدت کا سوال بخوبی حل ہوجائے گا اول تو حدیث مشکوۃ کی رد سے ہر فرقہ اپنے مخصوص مسائیل کو جن کے سبب وہ دوسروں سے ممتاز والگ گنا جاتا ہے کتاب وسنت کے نصوص پر پرکھے اوراپنے مخصوص طرز طریقے اور رائے دقیاس سے کام نہ لے بلکہ نصوص شرعیہ کو امام بنا کران کی پیروی کرے اوران میں سے اپنے یا کسی دیگر فرقے کی موافقت یا مخالفت کا لحاظ نہ کرے پھر خدا کے فضل سے اس کو روز روشن کی طرح حق وباطل میں تمیز ہوجائے گی اور واضح ہوجائے گا کہ

اہل الحدیث ہم اہل النبی وان لم یصحبوا نفسہ انفاسہ صحبوا

یعنی اہل حدیث ہی آنحضرت ﷺ کے اہل ہیں اگرچہ انہوں نے آپ کی ذات بابرکات کی صحبت نہیں پائی لیکن ان کو آپ کے انفاس طیبہ یعنی احادیث مطہرہ کی صحبت تو حاصل ہے یعنی شب دروز احادیث نبویہ ان کے دروزبان اور دستور العمل ہیں اس اجمالی اور مختصر طریق کے بعد ہم ایک دیگر تفصیلی طریق فیصلہ بھی لکھتے ہیں جو دلائل عقیلہ و نقیلہ ہر دو سے ممزوج ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی فرقہ کی جدت وقدامت معلوم کرنے کے لئے تین امروں پر نظر کرنی ضروری ہے اول اس فرقہ کے منسوب الیہ کو دیکھیں کہ ان کا وجود کب ہوا یعنی اس امر کی تحقیقات کریں کہ یہ فرقہ جس کی طرف منسوب ہے وہ کب وجود پذیر ہوا عام اس سے کہ وہ منسوب الیہ کوئی خاص شخص ہویا کچھ اور کیونکہ ضرور ہے کہ ہر منسوب اپنے منسوب الیہ سے بعد موجود ہو یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ کوئی نسبت منسوب الیہ کے وجود سے پیشتر قائم ہوجائے کیونکہ نسبت ایک وصف ہے اور منسوب الیہ موصوف ہے اور کسی وصف کا قیام بغیر موصوف کے نہیں ہوسکتا۔

منسوب الیہ خواہ کوئی خاص شخص ہو کوئی مقام خواہ فن خواہ قوم مثلا نبی آدم حضرت آدم علیہ اسلام کی طرف منسوب ہوکر آدمی کہلاتے ہیں توان کا وجود حضرت آدم علیہ اسلام سے پیشتر نہیں ہوسکتا اسی طرح حنفی درصورت امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہونے کے آپ کے وجود باوجود سے پیشتر بلکہ آپ کے درجہ اجتہاد وامامت پر پہنچنے یا آپ کے ساتھ نسبت امامت ومقلدیت قائم کرنے سے پیشتر حنفی نہیں کہلاسکتے اور نہ اس معنی میں امام صاحب ممدوح سے پیشتر حنیفت کا وجود متصور ہوسکتا ہے اور نہ تھا اسی طرح الحیث جو سب نسبتوں سے قطع کرکے آنحضرت ﷺ کی حدیث پاک کی طرف ہیں ان کی قدامت وجدت کے لئے حدیث نبوی کی طرف نظر کی جائے گی کہ اس کی ابتدا کب سے ہے جس کی بنا پر وہ فخریہ کہتے ہیں

کسی کا ہو رہے کوئی نبی کے ہو رہیں گے ہم۔

اس میں تو کسی کا کلام نہیں کہ علم حدیث آنحضرت ﷺ کے اقوال وافعال وتقاریر کا مجموعہ ہے اور وہ آنحضرت ﷺ کے زمان برکت نشان ہی میں ہو سکتے ہیں لہذا وہ اگر اہل حدیث بھی آنحضرت ﷺ کے عہد سعادت مہد سے ہے اور اس میں بھی کسی کا کلام نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں صرف کتاب اللہ اور آپ کے بیان کی پیروی تھی نہ تو کسی کی رائے اور قیاس پر عمل تھا اور نہ کسی کے قیاسی اصول پر شرعیات کی بنا رکھی جاتی تھی اور منصب رسالت کی نظر سے خود معلوم ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں آپ کے سوائے کوئی قابل اتباع ہو ہی نہیں سکتا اب قرآن مجید تو وہی ہے اور سب فرقوں میں یکساں مسلم ہے لیکن آنحضرت ﷺ کی ذات با برکت کی بجائے آپ کا وہی بیان جو آپ نے صحابہ کو سکھایا تھا کتب حدیث مندرج ہے اور ہمارا دستور العمل ہے یہی وجہ ہے کہ ہم اہلحدیث با لتخصیص حدیث نبوی کو اپنا منسوب الیہ قرار دیتے ہیں کیونکہ اسی کے متعلق بعد کے زمانوں میں کئی قسم کے کلام کئے گئے جسے ہم ان شا اللہ علم اصول کے وضع کئے جانے اس کی غرض وغائت اور اس کی حالت موجودہ اور اس کے اثر کے بیان میں ذکر کریں گے وان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔اہل حدیث کے سوائے جس قدر فرقے ہیں چونکہ ان کے منسوب الیہ امام آنحضرت ﷺ سے پیچھے ہوئے پس وہ فرقے بھی جدید ہیں اور حقیقت میں اپنے لوگوں نے فرقہ بندی کی اور ایک امت کو کئی فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ (فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ)

تنبیہ۔

چونکہ علم حدیث کی تدوین پیچھے ہوئی یعنی آنحضرت ﷺ کے اقوال وافعال کے دفتر کتابی صورت میں بعد میں ضبط کئے گئے اس لئے بعض لوگ یہ شبہ کرتے ہیں کہ اہلحدیث۔ بھی آنحضرت ﷺ کے بعد ہوئے اور نیز یہ کہ حدیث نبوی کی پیروی بھی بعد میں کی جانے لگی یہ لوگ نکتہ رسی سے کوسوں دور ہیں اور یہ بات ان کے زیغ کی علامت اور حدیث پاک سے بدظنی کی نشانی ہے کیونکہ کسی علم کا کتابی شکل میں مدون ہونا امر دیگر ہے اور اس کا رائج د مستعمل ہونا امر دیگر پس اگرچہ علم حدیث کتابی صورت میں آنحضرت ﷺ کے بعد آیا کیونکہ آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں اس کی کتابت کی ضرورت نہیں تھی لیکن اس کا استعمال اور اس پر عمل در آمد اور اس کا واجب الاتباع ہونا زمانہ نبوت اور عصر صحابہمیں برابر تھا جس سے کسی کو انکار نہیں مثلا نماز وغیرہ عبادات ومعاملات کے احکام جو کتب حدیث میں مروی ہیں عصر نبوت وعہد صحابہ میں برابر مستعمل تھے اور اسی عمل در آمد کو رواتہ مع اسناد مدون کیا تو کتاب نئی ہوئی نہ کہ وہ علم وعمل پس یہ شبہ بالکل واہی ہے

امر دوم۔

جس پر کسی فرقے کی قدامت وجدت کے متعلق نظر ضروری ہے یہ ہے کہ اس فرقہ کے اصول کو دیکھا جائے کہ آیا یہ اصول صاحب شرع کے اپنے مقرر کردہ ہیں یا اس کے بعد کسی دیگر نے ان سب کو ان میں سے بعض کو وضع کیا ہے اس امر پر نظر کرنے کا فائدہ یہ ہو گا کہ جس فرقہ کے اصول صاحب شرع محمد رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ ہوں گے اس کو آپ سے خاص نسبت اور حقیقی تعلق ہو گا اور جس فرقہ کے تمام یا بعض اصول مخزع ہوں گے وہ فرقہ ازروئے ایک خاص فرقہ ہونے کے اصل بانی شریعت پیغمبر برحق کی طرف حقیقتہ منسوب نہیں ہو سکے گا بلکہ اس کی نسبت اس کی طرف صحیح ہو گی جس نے اس کے اصول مخترعہ وضع کئے چنانچہ جہمیہ اس نام سے اس لئے پکارا گیا کہ ان کے مسائل مخصوصہ ان کے امام جہیم بن صفوان کے اختراع کردہ یہ فرقہ آنحضرت ﷺ سے قریبا سوا سو سال بعد نکلا اور صفات باری عزاسمہ اور مسئلہ قدر وجبر کی مخصوص کیفیت ان کے ہاں مسلم ہے وہ نہ تو زمانہ نبوت میں تعلیم کی گئی تھی اور نہ عصر صحابہ میں کوئی اس کا قائل تھا پس چونکہ اہلحدیث کا اصل اصول یہ ہے۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن پس حدیث مصطفےٰ برجان مسلم داشتن

اور اصول اپنی ذاتی شہادت سے بغیر کسی خارجی دلیل کی احتیاج کے ظاہر کر رہا ہے کہ میں اپنے نبی محمد ﷺ کے زمانہ سے ہوں اس لئے اہلحدیث کی ابتدا بھی جو اس اصول کے پابند ہیں آنحضرت ﷺ سے ہے اسی بنا پر وہ ہاں صرف وہی علی رئوس الاشہاد کہتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا کوئی عقیدہ اور کوئی طرق عمل اور کوئی طریق عبادت ایسا نہیں جو آنحضرت ﷺ کا فرمایا ہوا سکھایا ہوا عصر صحابہ میں اس پر عمل نہ ہوتا اور سب مراتب کے بعد ہی کہ ہمارا ظاہر وباطن بالکل قرآن وحدیث کے مطابق وموافق ہے اور اس میں سر ہو

کسی نوع کا مخالف نہیں ہمارے کسی عقیدے اور کسی عمل میں کوئی ایسی جز نہیں جو قرآن شریف کی کسی نص یا حدیث نبوی کے کسی بیان یا ہر دو کے استنباط صحیح سے ذرہ بھر بھی مخالف ہو ہمارے جمیع مسلمات اعتقادیہ وعملیہ اصولیہ و فرعیہ ہمارے نزدیک اس صورت میں تسلیم کیئے جاتے ہیں جس صورت میں صحابہ میں تسلیم کیئے جاتے تھے اور آنحضرت ﷺ نے تعلیم کیئے گئے تھے یا کم از کم درصورت نص موجود نہ ہونے کے قرآن حدیث سے صحیح طور پر مستنبط ہیں محض قیاس ورائے نہیں ہیں

الحمد لله الذي ہدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان ہدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق

اس امر میں شاید ہمارے مقابلے میں ہمارے علاقائی بھائی حنفی بھی شراکت کا دعوی کریں گے اس لیئے ہم نے اپنی عبارت مذکور میں مخالفت نصوص کا نہ ہونا بالخصوص ذکر کیا ہے جو ہم ان کے بہت سے اصول اجتہاد و جزئیات فقہیہ میں اس وقت ظاہر کریں گے جب بحولہ وقوتہ علم اصول کی بحث پر آئیں گے۔

تیسرا امر

جس پر کسی فرقہ کی جدت وقدامت معلوم کرنے کے لیئے نظر ضروری ہے یہ ہے کہ تاریخی طور پر اس فرقہ کے اصول پر نظر کی جائے کہ ان پر عملدرآمد کب شروع ہوا آیا بانی شرح کے وقت میں اور اس کے بعد صدر اول میں ان اصول متنازعہ پر عملدرآمد تھا یا نہیں۔ یہ اس لیئے ہے کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی فرقہ قرآن وحدیث میں کھینچ تان کر کے اور اپنے خود ساختہ مقدمات واصول قیاس واجتہاد قائم کر کے اپنے اصول کو پرانا قرار دے لے لیکن دیکھنا یہی ہے کہ جس صورت میں اصول ومسائل ہمارے سامنے پیش کیے جاتے ہیں آیا اس صورت نے اس سے قبل عہد نبوت وعصر صحابہ میں بھی عملی شکل اختیار کی تھی کیونکہ اسلام عملی مذہب ہے اور اس کا علم بھی عمل سے متعلق ہے محض ذہنی امر نہیں ہے اور آنحضرت ﷺ اسلام کے آخری دور کے آخری نبی ہیں اور صحابی آپ سے علم وعمل حاصل کرنے والے اگر تاریخی طور پر ثابت ہو جائے کہ یہی پیش افتادہ صورت زمان برکت نشان میں مسلم تھی تو اس فرقے کے قدیم ہونے میں اور اپنے صاحب شرح نبی کے وقت سے ہونے میں کو یہ کلام نہیں ورنہ اس کا مخترعہ ہونا یقینی ہے اس اصول کی رو سے بھی اہل حدیث اپنے اسی پرانے اصول۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن پس حدیث مصطفے بر جان مسلم داشتن

کو دہراتے ہیں اور نیز سب کو۔

المن حدیثیم وعارانہ نشناسیم باقول نبی چون وچرا نشناسیم۔

سنا کر کہہ سکتے ہیں کہ زمان سعادتاقتران میں اسی پر عمل تھا عہد صحابہ میں یہی دستور العمل تھا عصر تابعین میں اسی کا رواج تھا اس کے سوائے کوئی دیگر امر واجب الاتباع نہیں سمجھا جاتا تھا (اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ) میں اسی روش کی تاکید ہے اور (وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا) کا حکم اسی پر مبنی ہے پس اہل حدیث کے قدیم آنحضرت ﷺ کے وقت سے ہونے میں کوئی شبہ نہ رہا۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد2ص711

محدث فتویٰ